

حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق *
ضبط و ترتیب: حافظ محمد سلیمان الحق انوار

توبہ ایمان اور عمل صالح

گزشتہ جمعہ کو آیات میں ذکر کردہ تین امور میں دوسرا اور تیسرا مرتبہ ایمان و عمل صالح کا ہے۔ مسلمان کی خروی و دینی فلاح و کامیابی ان دونوں سے مشروط ہے مگر افسوس کہ اب ہم نام کے نمون اور پارسا ہیں، اگر کسی میں کچھ صد ایمان موجود ہے تو عمل صالح کا فقدان ہے اگر چند میں عمل صالح کا شائبہ ہے تو کما حقہ ایمان معدوم ہے حالانکہ یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں ہر ایک کے غیر موجودگی میں دوسرا بھی معدوم ہے۔

ایمان اور عمل صالح کا تعلق

قرآن مجید میں بار بار ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا موجود ہونا ضروری ہے ایمان صرف زبان سے اللہ کو ایک ماننے کا نام نہیں اسلام ایک ایسا دین فطرت اور روز قیامت تک مشعل راہ مذہب ہے کہ اس میں افراط ہے اور تفریط کہ انسانی نجات صرف ایمان پر ہی موقوف رکھی جائے جو کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے اور نہ صرف ایمان سے خالی ٹیکوکاری کا نام ہے جیسا کہ بعض ادیان باطلہ کا عقیدہ ہے بلکہ ایمان کا مفہوم و معنی یہ ہے کہ دل مکمل طور پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے۔

کارسازا

اور یقین محکم ہو کہ اللہ تعالیٰ سارے کمالات و اختیارات کا مرکز و منبع ہے نہ کہ طاقت و کمالات کا رشتہ غلام اور مادی امور کو قرار دیں جو چیز مانگتی ہے اسی سے مانگتی ہے عبادت صرف اسی کی کرنی ہے۔ وحدہ لا شریک مانیں۔ رفع نقصان کے مالک اسی کو جانیں۔ جلوت و خلوت میں غیر اللہ سے اپنی توجہ ہٹا کر صرف اسی کی برتری و حاکمیت کو تسلیم کیا جائے۔ رگ و ریشہ میں اس کی محبت رچ بس جائے۔ ہم اسلام و ایمان کو صرف اپنی شناخت کے لئے بطور ایک علامت یا ذکر استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام و ایمان کو صرف ایک نام کی حیثیت حاصل نہیں بلکہ یہ نام ہے مخصوص اعتقادات عبادات اخلاق و اعمال کا انہی عقائد و عبادت کی حدود و دائرہ میں رہ کر ایک شخص مسلم و مومن کامل بن سکتا ہے۔ ورنہ اگر

صرف جانتا ایمان کی نشانی ہوتی تو فرعون و کفار مکہ بھی جانتے تھے کہ آسمان و زمین کا خالق و مالک رب العالمین ہے مگر ان کا عمل اس تصور کے خلاف ہوتا جس کی بناء پر وہ کافر و مشرک ٹھہرے اور اسی عقیدہ و عمل کے تضاد کی وجہ سے منعم تدبیری نے ان کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَلَيْسَ مَسْأَلَتُهُمْ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ فَاَنىٰ تَصْرِفُونَ
اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا تو جواب میں عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے (جب یہ مانتے ہو کہ کائنات کے پیدا کرنے والا رب العالمین ہے) تو پھر اس کی اطاعت سے منہ کیوں موڑتے ہو۔
ایمان کی مثال:

والد محترم حضرت شیخ الحدیث برد اللہ مضجعہ اپنے مواعظ میں ایمان کی تشبیہ درخت کی جڑ سے دیتے تھے جو کہ زمین کے اندر رہ کر اس کے پھل و پھول پتے اور شاخیں زمین سے باہر ہوتے ہیں جب تک اس درخت کو پانی و کھاد وغیرہ دیا جائے تو تازہ رہے گا اس کے ظاہر و باطن کی آبیاری اور اس کی حفاظت سے اس کے برگ و بار میں بھی ترقی ہوگی اور اگر باہر سے پانی و کھاد وغیرہ مہیا ہوں زمین کے اندر سے جڑیں کاٹ دی جائیں۔ پھول پتے اور پھل سب مرجھا کر زمین بوس ہو جائیں گے یہی حال ایمان کا ہے۔ اگر ایمان کی جڑ کزور اور محکم نہ ہو ظاہری اعمال پر کسی قسم کے اجر و ثواب کے مرتب ہونے کا سوال ہی نہیں۔ دوسری صورت میں اگر درخت پر خاص حالات کے اثر انداز ہونے کی وجہ سے کسی وقت پھل پھول پتے نہ ہوں مگر جڑیں محکم ہوں تو جب بھی اس کی آبیاری ہو جائے درخت پر بہار آ جائے گی۔ گویا زندگی موجود ہے تو ظاہری حالت میں انقلاب آنے کی امید قوی ہے۔ تو جب ایمان کا مطلوبہ عقیدہ راسخ ہے تو جڑ مستحکم ہے۔ اب اگر ظاہری اعمال ایمان کے متقاضی اعمال کے مخالف ہیں تو غالب امکان یہی ہے اگر ذرا سی رجوع الی اللہ بھی کی جائے تو ظاہری تسلیم و انقیاد کی شکل میں اس شخص میں ایمانی انقلاب آ کر اس کا ظاہر و باطن ایمان کے پھول و پھل و پتوں سے لہلہائے گا۔

خلاصہ:

ابھی تک وعظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان بغیر عمل صالح کے نامکمل اور عمل صالح بغیر ایمان کے ہباء منثورا ہے فائدہ شہی ہے اب جس طرح دنیاوی امور صرف دینی تخیل سے مکمل نہیں ہوتے جب تک اس امر کے پورے فارمولے پر عمل نہ کیا جاوے مثلاً ایک بھوکے کی بھوک صرف اسی خیال اور تخیل سے ختم نہیں ہو سکتی کہ روٹی بھوک کو ختم کرتی ہے جب تک کہ اس روٹی کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس کے حاصل کرنے کے تمام طریقے استعمال میں لا کر جدوجہد نہ کی جائے اور پکانے اور کھانے کے جملہ مخصوص طریقوں پر عمل نہ کیا جاوے۔ ان سارے مراحل کے طے کرنے اور مشقت اٹھانے کے بعد جو کھا جائے گا۔ اسی طرح عبادات و عروعات مثلاً روزہ۔ نماز و حج کے تصور

سے آدمی روزہ دار نمازی و حاجی نہیں بن سکتا۔ جب تک اس اعمال کے ادائیگی کی طرف عملی قدم اٹھا کر ان کے ارکان و شرائط پر عمل نہیں کرے گا۔ اسی طرح اخروی اعمال بھی صرف چنی چنیل سے پورے نہیں ہوتے۔

ارشادات ربانی:

جب تک ایمان و عمل صالح دونوں کو ساتھ ساتھ وجود میں نہ لایا جائے فلاح و کامیابی ناممکن ہے۔ ایمان اور عمل صالح کی اہمیت اور اس پر مرتب ہونے والے اجور پرکئی ارشادات ربانی دلالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ انْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (النساء) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَاقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (بقرہ)
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نَزْلًا خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حَوْلًا (كهف)

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لَّسَعْيِهِ وَاَنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (انبیاء)
اور جو مرد یا عورتیں کچھ نیک کام کریں بشرطیکہ وہ مومن ہوں تو وہ جنت میں داخل ہوگی اور تل برابر ان پر ظلم نہ ہوگا۔
تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ ادا کی نہ انہیں خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے
تحقیق جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں ان کی مہمانی جنت الفردوس کی شکل میں ہوگی جس میں وہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔

جو ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا تو اس کی کوشش و محنت کی ناقد ری نہ ہوگی اور اسکے اعمال کو ہم لکھنے والے ہیں۔
ایمان و عمل صالح کے ثمرات صرف آخرت تک محدود نہیں بلکہ دنیا اور عالم برزخ یعنی قبر ہی سے اس کے بہترین اثرات نمایاں ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

عالم برزخ:

احادیث میں ہے کہ جب مردہ حوالہ قبر ہونے کے بعد نکیر و منکر کے سوالات میں کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے اس کی قبر حدنگاہ تک کشادہ کر دی جاتی ہے دور سے آتا ہوا ایک شخص نظر آتا ہے اسکے چہرے سے خیر و برکت اور چمک دھمک نکلتی ہے اس کے روحانی و نورانی چہرہ کو دیکھ کر اسے فرحت حاصل ہو جاتی ہے وہ اسکی طرف آہستہ آہستہ قریب آتا ہے یہ میت اس سے پوچھتی ہے اے شخص تو کون ہے کہ اس بیت الغربہ اور بیت الوحده میں تو نے میرے پاس آ کر میرے دل سے قبر کی وحشت و تنہائی کو دور کر دیا وہ جواب میں کہہ دے گا تو مجھے اتنی جلدی فراموش کر گیا۔ انا عملک الصالح میں تیرا نیک © rasailojaraid.com

ہوں اب آپ غور کریں کہ صرف نیک اعمال ہی ہیں جو اس تنگ دتاریک کو غری میں نعمت غیر مترقبہ بن کر کام آئیں گے
حالت نزع:

حالت نزع میں بھی نیک عمل کا رآمد قبر میں بھی میدان محشر میں بھی بل صراط پر انسان کے ساتھ صرف یہی اور جنت کے انعامات و مزے بھی اس کے برکت سے حاصل ہوں گے۔ اس کے علاوہ دنیا کی سب سے محبوب چیزوں میں دو چیزیں محبوب ترین ہیں جو اپنی جان سے بھی عزیز سمجھے جاتے ہیں۔ پہلی مال و دولت ہے یہ وہ متاع فانی ہے جس کے لئے انسان دین بھی بچ دیتا ہے۔ حلال و حرام اپنے و پرانے کی تمیز سے بھی عاری ہو جاتا ہے مال ہی کے لئے بھائی بھائی کا گلہ کاٹ کر رحم و قرابت داری کے مقدس رشتہ کو بھی پاش پاش کر دیتا ہے۔ اس کے حاصل کرنے کیلئے نہ انسان کو اپنی صحت کا خیال اور نہ آرام کا جتنی رغبت اس کی طرف ہوتی ہے کسی اور چیز کی طرف کبھی نہیں ہوتی یہی عزیز ترین مال و دولت اس وقت تک ساتھ دیتی ہے جب تک انسان کا سانس جاری ہے اور روح نقض غصہ سے پرواز نہیں کرتی جب سانس رک جائے مال بھی رشتہ اور ساتھ چھوڑ دیتا ہے اس کی بے وفائی ہی کا اثر ہے کہ جب ایک شخص کے دل کی حرکت رک جائے اور روح نکل پڑے تو اس میت کے ملک سے اس کا تصرف و مالکانہ حق بالکل ختم ہوا اب یہ وارثوں کا مال ہے آپس میں بانٹنے کے بعد جیسے چاہیں تصرف کر سکتے ہیں لاش ابھی چارپائی پر پڑی ہے دفن کا مرحلہ ابھی باقی ہے مگر جس کے لئے عمر عزیز وقف کی تھی اللہ و رسول کے احکامات کی بجا آوری کی بھی پرواہ نہ کی نے منہ توڑ لیا۔ مال و دولت کی بے اعتنائی و اعمال کی وفاداری کو۔

نیک عمل کی برکات:

سید الکونین نے اس انداز سے بیان فرمایا کہ جب انسان کا جنازہ اٹھتا ہے فرشتے پوچھتے ہیں ما قدم فلاں کہ فلاں نے اپنے موت سے آگے کون سا ایسا بہترین عمل بھیجا ہے جو اس کے لئے اگلی دنیا میں کارآمد ہو اور وارث اور قرابت دار ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ ماخر فلاں فلاں نے اپنے پیچھے کس قسم کا مال چھوڑا ہے جس پر ہم قبضہ کر لیں آپ اور ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ کئی مرنے والوں کو تختہ غسل پر چھو نچانے سے پہلے ہی اس کے وارث اس کے مال کے حصول اور بندر بانٹ کے لئے مشغول و گریبان ہو جاتے ہیں۔

دوسری محبوب ترین چیز انسان کی بیوی بچے ہوتے ہیں جن کو اپنے آخری وقت کا بااعتماد سہارا سمجھا جاتا ہے۔ اپنے زندگی میں ان دونوں کی خوشنودی اور محبت میں اکثر لوگ شرعی قیودات و احکامات سے بھی تجاوز کرتے ہیں اور ان کی آسودگی و آرام و راحت کے لئے اپنی عزیز جان کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کی محبت میں اس حد تک اغراط کا مظاہرہ ہے کہ ان کی ہر ناجائز و شریعت سے متصادم خواہش کی تکمیل کو بھی بخلاف فرض اولین سمجھ کر شفقت پدیری کا نام دیا جاتا ہے ان کے بے جا پیار و لالہ میں اس قدر بے غرور ہے کہ نہ ان کی شریعت کی طرف راغب کرنے کا خیال

اور نہ اخلاق حسنہ و تربیت کی طرف توجہ۔

مرتے وقت یہ دونوں بھی جواب دے دیتے ہیں زیادہ سے زیادہ اتنا کر لیں گے کہ روح نکلنے تک چار پائی کے قریب رہیں گے یا اگر کچھ زیادہ وفا شعار اولاد ہو تو قبر تک جا کر زیر زمین دفن دیں گا۔ کئی من مٹی تلے دبنے کے بعد نہ پھر بیوی ساتھ دیتی ہے اور نہ اولاد۔

مغربی تعلیم و تہذیب کے مضر اثرات:

اور اب تو مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ جو کہ یورپی تہذیب کا دلدادہ ہے ان سے متاثر ہو کر والدین کی میت کے ساتھ قبر تک جانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے اگر کسی کو جنازہ کے ساتھ جانے کی توفیق میسر بھی آ جائے تو مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لئے جو آخری حق حضورؐ نے احادیث میں نماز جنازہ کی صورت میں ارشاد فرمایا اس کے نہ جانے کا بہانا بنا کر جنازہ کی صفوں سے دور کھڑے رہ کر تماشا کرنے لگ جاتے ہیں۔ تدفین کے وقت تو اور بھی دور ہٹ جاتے ہیں کہ قبر میں ڈالی جانے والی مٹی بدن اور اچلے پھڑوں کو میلانا کر دے یہ تو بہت دور کی بات ہے کہ ایسے اولاد سے کسی ایسے نیک عمل کی توقع ہو کہ ان کا کوئی بہترین عمل صدقہ جاریہ بن کر والدین کے لئے بعد از مرگ ایصال ثواب کا ذریعہ بن جائے۔

ہاں چند خوش قسمت ایسے ماں باپ بھی ہوتے ہیں کہ اپنے اولاد کے ساتھ شرعی حدود کے اندر جائز شفقت و محبت کے ساتھ ساتھ ان کی زیادہ تر توجہ دین اخلاق حسنہ کی تربیت، شریعت مطہرہ کی تعلیم کی طرف رہی ہو اگرچہ والدین کے فراق کے بعد ایسی راست باز و نیکوکار اولاد بھی ساتھ چھوڑ رہی ہے مگر ان کا نیک عمل والدین کے ساتھ جارہا ہے اور آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ایسی اولاد کے اعمال طیبہ بھی ان اعمال کی ترغیب و تعلیم دینے والوں کے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر جاری و ساری رہیں گے۔

قبر میں نیک اعمال نہ صرف نیک صورت کی شکل میں وارد ہوں گے بلکہ ارشاد نبی صلعم ہے کہ مردہ جب قبر میں دفن دیا جائے تو چاروں اطراف سے عذاب اس کی طرف دوڑتا ہے دائیں طرف سے نماز اس کا باڈی گارڈ بن کر عذاب کے لئے ڈھال بن جاتی ہے سر کی طرف قرآن کی تلاوت اس کی محافظ بن جاتی ہے بائیں طرف سے روزہ عذاب کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے ناگوں کی طرف آنے والے عذاب کے لئے زکوٰۃ و خیرات عذاب کا راستہ روک دیتا ہے۔ یہ تمام محافظ اس شخص کے لئے دستیاب ہوں گے جس نے عمر میں اعمال صالحہ کی پابندی کی ہو۔

صبح و شام اور انجام:

اب اگر ہمارا صبح و شام اللہ کی نافرمانی میں گزرے ہر قسم کا نیک کام مثلاً سچائی، دیانتداری، امانتداری، شرم و حیا، عدل و انصاف، رحم و کرم، تواضع، احسان، معبود پر زاری و ماری، اولیٰ الیم کے ساتھ بہتر سلوک، خالق کی عبادت، خلق خدا

کی خدمت سے ہمارا نامہ اعمال خالی ہو خوفِ خدا نام کی چیز کا تصور بھی ہمارے کسی عمل میں شامل نہ ہو اور کبھی بادل ناخواستہ کارخیر کیا بھی ہو تو وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے نہیں بلکہ مخلوقِ خدا کی رضامندی و دکھاوے کے لئے۔ تو ہم بھلا کیسے یہ امید کر سکتے ہیں کہ جان کنی کے المناک لمحہ اور عالمِ قبر کے اندوہناک موقع پر کوئی عمل ہمارے لئے کارگر ثابت ہو کر ہمیں شیطان کے فریب اور اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا۔ زندگی میں ہم ہر موہوم مصیبت و پریشانی کے آنے سے پہلے پہلے ہی اس کے مقابلے اور بچاؤ کے اسباب تلاش کرتے ہیں اللہ کے یقینی عذاب و سزا سے بچاؤ کے اسباب جو کہ اعمالِ صالحہ ہیں ان سے ہم بالکل غافل و بے فکر ہیں۔

حالانکہ اگر ان اسباب کو ہم حاصل کرتے تو صرف وقتِ نزع، عالمِ برزخ و روزِ محشر کے ظلمات میں نور کا کام نہ دیتے بلکہ دنیا میں بھی ہمیں ان کی بدولت ہماری پستی و ذلت و خواری کی جگہ باعزت مقامِ معاشرہ میں حاصل ہوتا۔ اکثر و بیشتر جمعہ کے مواعظ میں آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں عرب کے مشرکانہ عقائد رکھنے والے انسان نما وحشی نہ صرف کفر کے مرتکب تھے بلکہ ہر قسم کے اخلاقیات، حسنِ معاشرت سے بھی مکمل طور پر عاری تھے رزق کی تلاش میں در بدر ٹھوکریں کھاتا، راستے پر گزرنے والے ہر مسافر کو لوٹنا، معمولی معمولی جھگڑوں پر کئی کئی سال ایک دوسرے کا خون بہانا جیسے جرائم ان کا معمول بن گیا تھا۔ روحانی و قلبی اطمینان و سکون کا تو سوال ہی نہ تھا جسمانی و مادی لحاظ سے بھی تاریکیوں میں گم ہو چکے تھے۔ محسنِ انسانیت صلعم کے ورود اور دعوت پر لبیک کہنے سے باطنی و ظاہری حالت ہی ہر لحاظ سے پسماندہ قوم کی بدل گئی۔ بدی کے خوگر لوگوں کی عادت و طبیعت نیکی کی طرف مائل ہو گئی۔ رزق کی تلاش میں در در کی خاک چھاننے والے قیصر و کسریٰ کے خزان کا مالک بن کر جابر و کافر بادشاہوں کے جواہر سے بھرے ہوئے لباس ان کے بچوں کے کھلونے بن گئے۔ سروں پر عظمت و دبہ کا نشان بننے والے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کے تاجِ صالح و دیندار صحابہ کے لئے حقیر ترین شی کی حیثیت اختیار کر گئے۔ انہوں نے اپنے نفوس کو اللہ کے لئے وقف کر کے لمحہ لمحہ اللہ کو راسخی رنے والے اعمال میں صرف کرنے شروع کر دیئے تو نعمِ حقیقی نے بقول **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث یرید** لا یحتمب ان کے ارزاق کا بندوبست اپنے خزانہ غیب سے فرمایا۔

حضورؐ کی تعلیمات پر کاربند ہر صحابی اعمالِ صالحہ کے مینار بن کر دنیا کے اطراف و اکناف میں رشد و ہدایت

کے مبلغ کی حیثیت سے پھیل گئے۔

نیک سیرت افراد:

توپاک و صاف کردار اور نیک اعمال کی وجہ سے نہ صرف ان کی اپنی حالتِ ذلت و پستی سے عزت و عروج

میں بدلی بلکہ جو ذرہ بھی ان سے متاثر ہوا وہ بھی اپنی جگہ دنیوی قدر و منزلت کا نشان ٹھہرا۔ مظلوم و مغلوب قومِ اسلامی

افکار و اعمال اپنانے کے بعد اپنے والدین پر تو ایسا اثر ہوا کہ ان کے لئے جنت اور دہشت بن کر سینہ سپر

ہوئے اس دور کے ظالم و قاہر اور ظاہری مادی وسائل سے لیس حاکم مسلمانوں کا نام سن کر اپنے آرام گاہوں اور محلات میں کانپنے لگ جاتے۔

یہ اتنا بڑا انقلاب صرف اس وجہ سے آیا کہ پیغمبر و قرآن کے مخاطب نیک سیرت افراد نے کفر سے توبہ کر کے اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ جسکی بدولت مادی وسائل و خزانے بھی انکے قدموں میں بے قیمت و حقیر اشیاء کی حیثیت سے خود بخود آ پہنچے اور غالب و فاتح قوم کی حیثیت سے دنیا کے اکثر خطوں پر حکمرانی کرنے لگ گئے اور ساتھ ہی محبوب خدا صلعم کا ہر سپاہی و صحابی شرعی احکام میں بھی امت محمدی کیلئے رہتی دنیا تک با اعتماد و مسلم قابل اتباع راہنما مانا گیا توبہ ایک پسندیدہ عمل:

گناہوں سے توبہ کے بعد جب دل مکمل طور پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے سارے کمالات اختیارات و امور کا سرچشمہ اللہ کو مان کر اس کے احکام یعنی مامورات پر عمل پیرا اور منہیات سے اجتناب کیا جائے تو پھر ارشاد ہے کہ فاولیک یدل اللہ سیاتہم حسنات ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے جتنے گناہ زمانہ کفر میں کئے تھے ایمان لانے کے بعد ان سب گناہوں کے بجائے نیکیاں لکھ دی جائیں گی اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ یہ لوگ ایمان لانے کے بعد جب بھی اپنے سابقہ دور اور اس کے دوران کئے گئے معاصی کا تصور کریں گے تو اس پر شرمسار ہو کر بار بار توبہ کریں گے اور توبہ کا عمل بھی بذات خود نیک اعمال میں ایک بہترین اور اللہ کو پسندیدہ علم ہے اسی عمل کی بدولت بقول نبی صلعم ان الحسنات یدھبن السمیئات اور الاسلام یدھم ما کان قبلہ نہ صرف سابقہ گناہ مٹ جائیں گے بلکہ اس پر گناہ کے بدلہ نیکی لکھ دی جائے گی اور اللہ کی شان کریمی سے یہ کچھ بعید بھی نہیں۔

دوسری توجیہ آیت کی یہ بھی علماء نے بیان کی ہے کہ حالت کفر میں رجسٹر اور عمل نامے گناہوں کی سیاہی سے بھرے پڑے تھے۔ جب ایمان لانے سے گناہوں کی وہ سیاہی عمل ناموں سے مٹادی گئی کیونکہ وہ کفریہ عقائد اور اعمال بد تو معاف کر دیئے گئے۔ اب انکے وہی نامہ ہائے اعمال جو پہلے گناہوں سے آلودہ تھے انکی جگہ نیکیاں لے لیں گی۔ خلاصہ و عظم یہ کہ بے عملی کی وجہ سے دنیا بھی خراب اور مرنے کے بعد قبر اور میدان حشر میں جو انجام ہے وہ بھی لرزہ خیز۔ اس لئے وقت غرغہ یعنی مرنے سے پہلے ہی گناہوں سے توبہ تا ب ہو کر اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے وقت نزع تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے سید الکونین صلعم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتے ہیں جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات اقدس پر یقین کامل کی توفیق نصیب فرما کر ہمارے گناہ معاف فرمائے اور نیکیوں اور مامورات پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی ہمت و طاقت رفیق فرمادیں۔